# غزّہ کی مدد اور اقصیٰ کی آزادی.....
# ہر مسلمان پر فرض ہے!

مولانا محمد مثنّٰی حسان

ادارہ السحاب، برِصغیر
As-Sahab Media (The Subcontinent)
جمادی الاول 1445ھ

# غزہ کی مدد اور اقصیٰ کی آزادی.....

# ہر مسلمان پر فرض ہے

مولانا محمد مثنیٰ حسّان

ادارہ السّحاب، برِصغیر
As-Sahab Media (The Subcontinent)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تمام مسلمانوں کو اخوت کے رشتے میں جوڑا، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کی مدد کرنا واجب کیا اور اپنے مقدسات کی آزادی کو فرض کیا۔

اور درود وسلام ہو پیارے حبیب، نبیوں کے امام، محمد پر جنھوں نے اس مفہوم کو مزید متاکد کیا اور اپنے عمل سے یہ بات تمام مسلمانوں کو سکھائی۔ اور درود وسلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہمیشہ عمل کیا اور روزِ قیامت تک آنے والے ہر اس شخص پر جو اس طریقے پر چلے۔

غزہ کی حالیہ صورتحال..... جسے بیان کرنے کی حاجت نہیں..... دنیا میں بسنے والا ہر شخص اپنے سامنے اور ہاتھ میں موجود اسکرین پر دیکھ رہا ہے۔ اسرائیل کی جارحیت..... جس کے فلسطین پر غاصبانہ قبضے کو دنیا کے دو تہائی سے زیادہ انسان تسلیم کرتے ہیں..... ہر چڑھتے سورج کے ساتھ بڑھتی جارہی ہے۔ 'اسرائیل' وہ ظالم ہے جس کے نزدیک اس کا ہر عمل انصاف ہے، چاہے عام آبادیوں پر بمباری کرے، بچوں کو گھروں اور ہسپتالوں میں قتل کرے، مریضوں کو طبی سہولیات سے محروم کر کے موت کے گھاٹ اتارے، نہتے انسانوں کو بے گھر کرے اور چاہے اس ظلم پر دنیا چیخ رہی ہو۔ اور 'امریکہ' وہ ظالم ہے جس نے یہ طے کر رکھا ہے کہ اس نے اسرائیل کے ہر ظلم کو انصاف کہنا ہے اور ہر جھوٹ کو سچ کہنا ہے، کیونکہ اس کی تاریخ خود اسی سے عبارت ہے..... چاہے مظلوم فلسطین، عراق، افغانستان وصومالیہ کے مسلمان ہوں، یا جاپان، کیوبا، میکسیکو کے غیر مسلم۔

الشفا ہسپتال کے حادثے اور شمالی غزہ کے اسکولوں پر بمباری سے اب سب جان چکے ہیں کہ اسرائیل کا مقصد کیا ہے اور شمال کے بعد آئندہ دنوں میں جنوبی غزہ میں اسرائیل کا منصوبہ کیا ہے۔ یہ سراسر قتلِ عام اور نسل کشی ہے۔ اور اس کی کوئی دوسری تعبیر نہیں کی جاسکتی ہے۔ اور اس سارے ظلم میں اسرائیل کے ساتھ امریکہ شریک ہے اور ہر وہ ریاست اور فرد شریک ہے جو ابھی تک اسرائیل کی حمایت میں کمربستہ ہے۔

ایک طرف یہ ظلم وحشت ہے تو دوسری طرف امتِ مسلمہ بحیثیت امت اس ظلم ووحشت کے خلاف اہلِ غزہ وفلسطین کے ساتھ کھڑی ہے۔ پھر صرف مسلمان ہی نہیں، یہ ظلم تو سبھی انصاف پسند لوگوں کو نظر آرہا ہے، اور مسلمانوں کے شانہ بشانہ تمام اقوام اور ادیان کے لوگ کھڑے ہیں۔ بس صہیونیت اور صلیبیت کی گندگی میں لتھڑے لوگ ہیں جو اس کھلے ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یا ظلم کے حامی ہیں۔

مگر کیا ابھی تک اسرائیل کی اس گھناؤنی جنگ کے مقابلے میں ایسا کچھ ہوا ہے کہ اسرائیل اور اس کے حامی اس ظلم ووحشت سے باز آگئے ہوں یا باز آرہے ہوں؟ کیا اس جنگ میں ظلم کا مقابلہ ہو سکا ہے یا ہونے کو ہے؟ کیا دس ہزار سے زائد مظلوم انسانوں کی موت پر آنسو بہا دینے سے یہ ظلم رک سکتا ہے؟ کیا ہزاروں زخم اور لاکھوں بے گھر لوگوں کی تصاویر اور ویڈیوز دیکھ کر دل میں غم زدہ ہو جانے سے یہ ظلم رک جائے گا؟ کیا گھروں سے نکل کر مظاہرے کرنے سے اس ظلم کی روک تھام ہو پا رہی ہے؟ کیا سوشل میڈیا پر اس ظلم کے خلاف بولنے سے یہ درندگی تھم رہی ہے؟ یا کیا اس ظلم کا مقابلہ محض فلسطینی مقاومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان ظالموں اور غاصبوں کے خلاف لڑیں اور ان کا راستہ روکیں؟

یہ سوالات ہم میں سے ہر ایک انسان سے مخاطب ہیں اور خاص طور پر مسلمانوں سے مخاطب ہیں۔ اور کوئی شخص نہ ہوگا جو ان سوالات کا جواب ہاں میں دے۔

معاملہ آج بہت نازک ہو چکا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سکون سے ہیں جبکہ ہمارے بھائی بہن عمارتوں کے ملبے تلے دب کر جانیں دے رہے ہیں۔ یہ محض فقہ کا مسئلہ نہیں ہے کہ غزہ کے مسلمانوں کی مدد کرنا اور اقصیٰ کی آزادی کی جنگ لڑنا کس کس مسلمان پر فرض ہے، کیا محض فلسطین اور اس کے پڑوسی ممالک کے مسلمانوں پر فرض ہے، کیا محض مسلم ممالک کے حکمرانوں اور افواج پر فرض ہے، وغیرہ۔ آج معاملہ محض فقہی مسئلہ کا نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر غیرت وحمیت کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا میری اور آپ کی جان غزہ میں مرنے والے مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے کہ ہم اسے یہاں بچا کر بیٹھے ہیں اور وہ وہاں اپنی جانیں گنوا رہے ہیں۔

سب سے پہلی بات مجھے اور سب مسلمانوں کو سمجھنی ہے کہ غزہ اور فلسطین کے مسلمانوں کی جانیں میری اور آپ کی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ہماری زندگی کسی کام کی نہیں، اگر ہم غزہ کے مسلمانوں کی زندگی نہ بچا سکیں۔ اگر وہاں کے مسلمانوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں تو ہم اپنی جانیں بچا کر کیا زندگی بھر اپنے ضمیر کو مطمئن کر سکیں گے؟ ہم میں سے ہر ایک کو یہ غم حرزِ جاں بنانا ہے کہ اگر غزہ کے مسلمان مر رہے ہیں تو میں بھی یا ان کی زندگی بچاؤں گا یا پھر اس بچانے میں مر جاؤں گا۔ وہ مارے جائیں اور میں زندہ رہوں، یہ ہرگز قبول نہیں۔

دوسری بات یہ اہم ہے کہ اس وقت درپیش اصل معاملہ اسرائیلی ظلم و وحشت کو روکنے کا ہے اور اس جنگ میں غزہ و فلسطین کے مسلمانوں کو کامیاب بنانے کا ہے۔ اور اس مقصد کے لیے آنسو اور نیم شب کی دعائیں بھی ساتھ دیں گے، سوشل میڈیا کی مہمات بھی معاون ہوں گی، لاکھوں انسانوں کے مظاہرے بھی مدد آئیں گے، اس وقت جب اسرائیل اور امریکہ کے خلاف مسلح جنگ کا ہتھیار استعمال کیا جائے۔ بے شک لوہے کو لوہا ہی کاٹ سکتا ہے۔ اہم ترین ضرورت اس بات کی ہے کہ اسرائیل اور امریکہ اور ہر وہ قوت جو اس وقت اسرائیلی جنگ میں اس کے ہمراہ کھڑی ہے، اس پر عسکری حملے کیے جائیں۔

یہ جہاد وجد وجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جو کوئی کہتا ہے کہ یہ محض فلسطین اور اس کے پڑوسی ممالک پر فرض ہے یا کہتا ہے کہ محض مسلم ممالک کے حکمرانوں اور افواج پر فرض ہے، وہ غلط کہہ رہا ہے۔ فقہاء کے اقوال بھی کہتے ہیں کہ ایسی صورتحال میں جس سے ہم دوچار ہیں، مشرق و مغرب کے سبھی مسلمانوں پر جہاد فرض ہوتا ہے۔ اس کی صورت محض یہ نہیں ہے کہ ہم میں سے ہر مسلمان یہ چاہت کرے کہ وہ غزہ پہنچ جائے اور وہاں مقاومت کے ساتھ مل کر اسرائیل کے خلاف جنگ کرے، جبکہ یہ چاہت عمل کی دنیا میں بس ایک خیال سے آگے نہیں جا سکتی۔ اس کی صورت یہ بھی نہیں کہ میں اور آپ بس مسلم ممالک کے حکمرانوں اور افواج کو ابھاریں..... جنھیں مسلمانوں نے اربوں ڈالر کھلا کر پالا پوسا ہے..... کہ وہ جا کر جہاد کریں گی، حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ یہ خلافتِ عثمانیہ کے سقوط سے قبل اور بعد سے اب تک کافروں کے خلاف متحرک ہوئے ہی نہیں اور جب ہوئے ہیں تو شکست کھا کر بھاگے ہیں، اور یہ متحرک ہوتے ہیں تو بس اپنے ملکوں میں اسلام پسندوں کے خلاف۔

اس کی صورت یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان اسرائیل اور امریکہ کے خلاف جنگ کے دائرے کو دنیا بھر میں پھیلا دیں۔ اور ہر مسلمان اسے اپنا شرعی فریضہ اور اخلاقی ذمہ داری سمجھے۔

اول: مغربی دنیا میں بسنے والے مسلمان اور ان ممالک میں بسنے والے مسلمان جن سے اسرائیل کے سفارتی تعلقات بحال ہیں اور جہاں صہیونی موجود ہیں، کو چاہیے کہ وہ 'صہیونیوں' پر حملے کریں۔ جس کے پاس چاقو یا خنجر ہے تو وہ اسے استعمال کرے اور جس کے پاس بندوق ہے تو وہ اسے استعمال کرے۔ یہاں تک کہ اسرائیل سے باہر دنیا بھر میں موجود صہیونیوں پر حملے شروع ہو جائیں اور دنیا بھر کے صہیونی جنگ کی لپیٹ میں آ جائیں۔ یہ کام ہر اس عام مسلمان کے بس میں ہے جسے یہ موقع فراہم ملے، اور موقع اسے ملے گا جو موقع کی تلاش میں ہو۔

دوم: دنیا بھر میں موجود امریکی عہدیداروں پر حملے کیے جائیں۔ دنیا کے سبھی ممالک میں امریکی سفارتی عملہ موجود ہے اور بہت سی جگہوں پر امریکی اڈے موجود ہیں۔ وہاں موجود ہر عام مسلمان موقع تلاش کر کے امریکی عہدیداروں اور فوجیوں کو ہدف بنائے اور قتل کرے۔

سوم: دنیا بھر کی جہادی جماعتوں اور جبہات پر یہ فرض متاکد ہے کہ وہ اسرائیلی جنگ میں غزہ کے مجاہدین کی مدد کے لیے اسرائیل اور امریکہ کے خلاف عسکری کارروائیوں کی منصوبہ بندی کریں۔ امت اپنے تمام دشمنوں کے ساتھ ایک ہی وقت میں برسرِ پیکار ہے اور یہ ایک جامع جنگ ہے جس کے کئی معرکے ہیں، اور اس وقت سب سے اہم معرکہ صہیونی صلیبی دشمن کے خلاف فلسطین میں لڑا جا رہا ہے۔ اس لیے اس معرکے میں اہلِ اسلام کی فتح کے لیے اس وقت ترجیحی طور پر صہیونی و امریکی اہداف پر ضرب لگانی ضروری ہے۔

چہارم: دنیا بھر کی وہ کمپنیاں جو اسرائیل کی مالی امداد کر رہی ہیں تو ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کے ساتھ ساتھ ان کی املاک کو نشانہ بنانا چاہیے۔ یہ لوگ اس جنگ میں برابر کے شریک ہیں اور یہ اپنے مال پر بھی حریص ہوتے ہیں، لہٰذا جب یہ جنگ کی لپیٹ میں آئیں گے تو خود اسرائیل کی مالی امداد سے بھی رک جائیں گے ان شاء اللہ۔ یہ واضح رہے کہ ان کمپنیوں کی اپنی املاک کو نقصان پہنچایا جائے، ان کے عملے یا فرنچائیزز سے تعرض نہ کیا جائے۔ الا یہ کہ کسی کے متعلق معلوم ہو کہ وہ صہیونی ہے یا صہیونیوں کا مددگار ہے تو پھر الگ بات ہے۔

پنجم: دنیا بھر کے ممالک میں ..... خواہ مغربی ہوں یا اسلامی..... مظاہروں سے مقصود یہ ہے کہ اتنا دباؤ بنے کہ اسرائیلی جارحیت رک جائے۔ مگر چونکہ ابھی تک کی کوشش سے ایسا نہیں ہو سکا ہے، لہٰذا لازمی ہے کہ ان مظاہروں کو نیا رخ دیا جائے اور اسرائیل، امریکہ اور ہر وہ یورپی ملک جو اسرائیل کے ساتھ کھڑا ہے، ان کے سفارتخانوں پر مظاہروں کی شکل میں دھاوا بولا جائے، ان کے عملے کو قتل کیا جائے اور ان کی عمارتوں کو آگ لگادی جائے۔ مظاہرے اس وقت تک پرامن درکار ہیں جب تک ان کے ذریعے ہدف حاصل ہو رہا ہو، مگر جب ان کے ذریعے ہدف حاصل نہ ہو، تو انھیں جنگ کا رخ دینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ تاہم اس سب میں یہ خیال رکھا جائے کہ صہیونی اور صہیونیوں کے مددگاروں کے علاوہ کسی کا جانی ومالی نقصان نہ ہو، مسلم ملکوں کی عام املاک کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور مسلم ملکوں کی انتظامیہ سے محض اتنا ٹکراؤ ہو جتنا صہیونی وامریکی سفارتخانوں تک رسائی کے لیے ضروری ہو۔

یہ وہ امور ہیں جو عام مسلمان کے اختیار میں ہیں اور ہمیں جاننا چاہیے کہ غزہ کے مسلمانوں کی مدد کرنا اور اقصیٰ کو صہیونیوں سے آزاد کرنا ہم میں سے ہر ایک مسلمان کے گلے میں طوق ہے۔ ہم میں سے ہر ایک ہی مکلف ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کرے۔ اور اس جنگ میں اسلام اور مسلمانوں کی فتح کے لیے سب سے اہم ترکام عسکری محاذ پر ہے جس کے حوالے سے درج بالا نکات پر عمل انتہائی ناگزیر ہے۔ باقی آنسو، دعائیں، دعوتی مہمات، مالی امداد اور دشمن کا اقتصادی بائیکاٹ ..... یہ سب ہی اس جنگ میں کامیابی اور اپنے بھائی بہنوں کے انتقام کی سلگتی آگ کو بھڑکانے کے عوامل ہیں..... جن کے عامل ہی آگے بڑھ کر جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لیے بھی تیار ہوں گے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ معرکہ اسرائیل کا آخری معرکہ ہے اور یہ معرکہ پورے فلسطین اور اقصیٰ کی آزادی کا معرکہ ہے، بشرطیکہ میں اور آپ سب اس معرکے کے لڑنے والے بنیں۔ اور اقصیٰ کی حرمت، فلسطین اور خاص طور پر غزہ کے مسلمانوں کی جانوں کے دفاع کے لیے اپنی جانوں سے گزر جانے کا سودا کرلیں۔

اے اللہ! یہ اقصیٰ تیری مقدس جائے عبادت ہے، اس کی حفاظت تو نے ہی کرنی ہے۔ اے اللہ! بس ہمیں اس کا وسیلہ بنادے، آمین۔ اے اللہ! فلسطینی مقاومت کے قدم جمادے اور انھیں فتح تک ثابت قدم رکھ، آمین۔ اے اللہ! غزہ کے مظلوم مسلمانوں کے لیے خود ڈھارس بن جا اور ان پر سے ظلم کو اپنی غیبی مدد سے روک دے، آمین۔ اے اللہ!

ہم میں سے ہر مسلمان کو بیدار کر دے اور اسے صہیونی وصلیبی دشمنانِ اسلام کے لیے آتش وآہن میں بدل دے، آمین۔ یہاں تک کہ ہم سب مل کر اقصیٰ میں فتح کی نماز ادا کریں، آمین۔

قال الله تعالىٰ: [وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ] (الأنفال:۷۲)

"ہاں اگر دین کی وجہ سے وہ تم سے کوئی مدد مانگیں تو تم پر ان کی مدد واجب ہے۔"

وقال تعالىٰ: [يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ] (محمد:۷)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جمادے گا۔"

وقال تعالىٰ: [وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ] (آل عمران:۱۲۶)

"فتح تو کسی اور کی طرف سے نہیں، صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے جو مکمل اقتدار کا بھی مالک ہے، تمام تر حکمت کا بھی مالک۔"

وقال تعالىٰ: [أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ] (البقرة:۲۱۴)

"بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔"

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله تعالى على نبينا الأمين۔

☆☆☆☆☆